من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؓ)
He who KNEW himself, no doubt KNEW ALLAH
al-marifat.org

تاج الاولیاء

حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمتہ اللہ علیہ

ابوالحسن حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی، حضور سید العارفین جناب حافظ محمد صدیقؒ کے اکابر خلفاء میں سے ایک ہیں۔ حضرت دین پوریؒ کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتے تھے۔ منہ بولے بھائی تھے۔ ایک دوسرے کو ادا (بھائی) کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک بڑی مدت حضور مرشدؒ کی صحبت میں ایک ساتھ رہے تھے۔ بعد میں بھی یہ تعلق قائم رہا، بلکہ بڑھتا چلا گیا۔

آپ گوٹھ دیوانی (ضلع خیر پور میرس۔ سندھ) کے ایک مشہور سید گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد محترم سید عبدالقادر شاہؒ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و فاضل تھے۔ سنِ ولادت صحیح طور پر معلوم نہیں ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق آپ کی ولادت غالباً ۱۸۵۹ء میں ہوئی ہوگی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ اور پھر مولانا عبدالقادر پھنواری پنو عاقل ضلع سکھر کے پاس چلے گئے۔ وہاں ان سے تمام ظاہری علوم کی تکمیل کی۔ شرعی و عصری تعلیم سے فارغ ہو کر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے تو خوش قسمتی سے حضور سید العارفینؒ کی صحبت بابرکت میں پہنچ گئے۔ حضور مرشدؒ کی نگاہ کیمیا اثر سے آپ تھوڑی مدت میں ہی کندن بن کر نکلے اور رہروانِ راہِ طریقت کی پیشانی کا جھومر بن گئے۔ خرقہ خلافت لینے کے بعد آپ نے حضور مرشد سید العارفینؒ کے حکم سے امروٹ شریف میں، تعلقہ گڑھی یاسین میں مستقل قیام فرما کر خانقاہ کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک غیر معروف مقام کو اپنے نام کی نسبت عطا کر کے عزت و شہرتِ دوام عطا کر دی۔

آپ سندھ کے ایک بہت بڑے عالمِ دین اور بزرگِ کامل تھے۔ سندھی زبان کے قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ ''پریت ناموں'' اور سورۃ یاسین کا سندھی منظوم ترجمہ کے علاوہ آپ نے قرآن مجید کا سندھی ترجمہ بھی کیا تھا جو عوام و خواص میں بہت مقبول ہے۔ آج تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

پاک و ہند کی سیاسی تحریک میں آپ کا اپنے وقت کے چوٹی کے رہنماؤں میں شمار ہوتا ہے اور سیاسیات میں آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ سندھ میں انگریز کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے بھرچونڈی شریف میں تعلق ہوا۔ اور حضور مرشدؒ کے وصال کے بعد آپ نے ہی ان کی سرپرستی فرمائی۔ ان کی شادی بھی آپ نے ہی کروائی تھی۔ مولانا سندھیؒ کو ایک مدت تک اپنے

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علی)
al-marifat.org

۔آپ دو دفعہ دیو بند تشریف لے گئے تھے۔پہلی دفعہ حضرت دین پوریؒ بھی ہمراہ تھے اور یہ دیو بند کے پچاسویں دستار بندی جلسہ کا موقع تھا۔حضرت شیخ الہند کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے تو دیو بند میں ہی قیام کا ارادہ فرمالیا۔حضرت دین پوریؒ بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر واپس لے آئے۔دوسری دفعہ اسارت مالٹا سے رہائی کے بعد شیخ الہند کے ہاں گئے۔ایک دفعہ حضرت شیخ الہند کے پاس ایک ٹوپی بھیجی جس پر''تاج محمود'' کے لفظ کڑھے ہوئے تھے۔شیخ الہند کی تحریکِ ریشمی رومال میں کام کیا۔آپ نے ۱۹۱۵ء میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو افغانستان پہنچانے میں بڑی امداد کی۔سی آئی ڈی کی رپورٹ ہے۔

''شاید یہی مولوی تاج محمد (محمود) ساکن امروٹ سکھر سندھ ہیں۔سندھ میں دوسرے نمبر پر اس کا زبردست اثر ہے جو صرف مولوی ہمایوں کے اثر سے کم ہے۔وہ کھڈہ کراچی کے مولوی محمد صادق کا دوست ہے جواب کاروار میں نظر بند ہے۔خیال ہے کہ اس نے مولوی عبید اللہ کے فرارِ افغانستان میں اس کی مدد کی تھی۔اس کے ہزاروں پیرو ہیں۔جن میں بڑے بڑے زمیندار، پلیڈر اور سرکاری ملازمین شامل ہیں۔جنود ربانیہ کی فہرست میں لیفٹیننٹ جنرل ہے''۔(تحریک شیخ الہند صفحہ ۴۸۱)

امروٹ شریف اس زمانے میں اس تحریک کا زبردست مرکز تھا اور جہادِ آزادی کے لئے وہاں مکمل تیاری تھی۔آپ کے پاس بھی ریشمی خط آیا تھا۔افشائے راز کے بعد آپ کو بھی گرفتار کر کے کراچی لے گئے۔مگر کوئی ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے رہا کر دئے گئے۔کہتے ہیں کہ آپ کی رہائی آپ کی کرامت کا نتیجہ تھی۔مشہور ہے کہ آپ کو کمشنر کراچی کی کوٹھی پر نظر بند رکھا گیا تھا۔وہ ایک انگریز تھا۔اچانک اس کی میم کو آشوبِ چشم کی شکایت پیدا ہوئی۔اس قدر تکلیف تھی کہ درد کے مارے چیخیں مارتی اور فرش پر لوٹتی تھی۔کراچی کے تمام ماہر ڈاکٹروں نے علاج کیا مگر کچھ بھی افاقہ نہ ہوا۔کمشنر کے ایک مسلمان خانساماں نے اس کو حضرتؒ کے پاس جا کر دعا منگوانے کا مشورہ دیا تو وہ مجبوراً آپ کے پاس آیا۔آپ نے اپنے استعمال کے سرمہ میں سے ایک سلائی میم صاحبہ کی آنکھوں میں لگانے کے لئے دی۔سلائی پھرتے ہی درد کافور ہو گیا اور آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔چنانچہ کمشنر نے اسی وقت حضرتؒ کی رہائی کا حکم دے دیا۔

تحریک ریشمی رومال کے بعد آپ نے آزادی وطن کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات کے دوران سندھ اور بیرونِ سندھ میں آپ ایک عظیم سیاسی رہنما بن کر اُبھرے۔تحریکِ ہجرت میں بھی آپ نے زبردست کام کیا تھا اور خود بھی ہجرت کی تھی مگر افغان حکومت کی منافقانہ پالیسی سے بددل ہو کر واپس تشریف لے آئے۔تحریکِ خلافت کے بعد آپ جمیعۃ العلمائے ہند میں باقاعدہ شامل ہو کر تازیست سیاسی کام کرتے رہے۔انگریز دشمنی اور جذبہ جہاد کے بعد تبلیغ دین (غیر مسلموں میں اسلام کی اشاعت) آپ کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین تھا۔مشہور ہے کہ آپ کے دستِ حق پرست پر سات ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔عربی و دینی مدارس کے قیام میں آپ خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔چنانچہ آپ نے علاقہ سندھ میں مدارس کا ایک جال سا پھیلا دیا تھا ۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه (حضرت علیؑ)
He who KNEW himself, no doubt KNEW ALLAH
al-marifat.org

آپ جلالی شان کے بزرگ تھے۔ بقول مولانا ابوالحسن ندوی، مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ پر جلال اور جذبہ جہاد غالب تھا۔ کراماتِ جلیلیہ کا ان سے ظہور رہا۔ کئی بار انگریزوں کو چیلنج کیا اور ان کے مقابلہ میں آ گئے۔ حکومت نے شورش عام کے خطرہ سے طرح دی۔

(پرانے چراغ صفحہ ۱۴۸)

آپ کے برعکس حضرت دین پوری جمالِ اتم تھے۔ ایک میں صدیقیؓ سیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں تو دوسرے (حضرت امروٹیؒ) میں فاروقیؓ جلالت کے آثار پائے جاتے تھے۔ آپ سے خرق عادات و کرامات بہت مشہور ہیں۔ ایک دفعہ ایک انگریز کلکٹر آپ سے ملنے آیا۔ باتوں باتوں میں وہ آپ کی جہاد کی تیاری، پرانے زمانے کے اسلحہ اور بے سروسامانی کے متعلق طنزیہ بات کہہ گیا۔ اس پر آپ جلال میں آ گئے۔ خادم سے فرمایا کہ جا کر لنگر کے پیازوں کی کوٹھڑی میں سے ایک پیاز لے آؤ۔ وہ پیاز لے آیا تو آپ نے چاقو کھول کر پیاز کے دو ٹکڑے کر دئے۔ پھر انگریز کو فرمایا کہ جا کر کوٹھڑی میں دیکھو وہ وہاں گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کوٹھڑی میں پڑا ہوا پیازوں کا تمام ڈھیر دو ٹکڑے ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا، کلکٹر صاحب! فقیروں کو اللہ نے یہ طاقت دی ہے کہ آپ لوگوں کی گردنیں اسی طرح اتار دیں۔

ایک دفعہ جوش میں آ کر فرمایا کہ کئی بار ایسا ارادہ کیا کہ قصرِ برمنگھم میں جا کر جارج پنجم کی گردن مروڑ دوں مگر مشیتِ ایزدی نہ تھی۔ حجاب مانع آ جاتا رہا۔ انگریزوں نے کسی شقی القلب کے ہاتھوں آپ کو زہر دلا دی تھی جس کے اثر سے آپ کے تمام جسم مبارک پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں اور خارش کی تکلیف رہنے لگی۔ آخر زہر کے اسی اثر سے ملت کا یہ بطلِ جلیل، حریتِ وطن کا عظیم رہنما، شیخ الہند کا ایک مخلص ساتھی، حضرت دین پوریؒ کا پیارا بھائی اور سندھ کا مشہور روحانی مقتداء ۴ اور ۵ نومبر ۱۹۲۹ء کی درمیانی شب (ایک بجے رات) بمطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، ایک بچہ حسن شاہؒ عین عنفوانِ شباب میں فوت ہو گیا تھا۔ آپ کے بعد آپ کے بھتیجے میاں نظام الدین شاہ سجادہ نشین ہوئے ان کے بعد اب ان کے فرزند سید محمد شاہ مدظلہٗ علیہ جماعت کی روحانی تربیت فرماتے ہیں۔ مخلص اور با خدا نوجوان ہیں۔ آپ کا سیاسی تعلق جمعیۃ العلماء اسلام سے ہے۔ صوبہ سندھ میں آپ اس جماعت کے امیر ہیں۔